مسلم تنظیمیں شراب بندی کی تحریک میں پیچھے کیوں؟

وسیم راشد

حالانکہ ہندوستان کی چار ریاستوں گجرات، کیرل، ناگالینڈ اور منی پور کے علاوہ لکش دیپ یونین ٹیریٹوری میں شراب بندی پہلے سے نافذ ہے مگر ایک سال قبل یکم اپریل 2016 سے ریاست بہار میں شراب بندی لاگو ہونے سے یہ واقعی موضوع بحث بن گئی۔ اسے مزید زور اس وقت ملا جب سپریم کورٹ نے ہائی ویز پر شراب کی دوکانوں پر ہتھوڑا چلایا۔ اس کے بعد اتر پردیش اور دیگر ریاستوں میں بھی شراب بندی کا مطالبہ ہونے لگا۔

پہلے چند ریاستوں اور یونین ٹیری ٹوری میں شراب بندی کا فیصلہ وہاں کی حکومتوں کا تھا جبکہ ہائی ویز پر شراب کی دوکانوں پر پابندی سپریم کورٹ کی طرف سے ہے۔ ان تمام پابندیوں میں بہار میں شراب بندی اس لحاظ سے انوکھی ہے کہ یہاں نشہ بندی کی تحریک کو خواتین نے پروان چڑھایا اور اسے کامیاب کیا۔ اس میں امارت شرعیہ پھلواری شریف کا بھی ہاتھ ہے۔ مگر حکومتی سطح پر کریڈٹ تو نتیش کمار کو جاتا ہے جنھوں نے اسمبلی انتخاب کے دوران وعدہ کیا تھا کہ کامیاب ہونے کے بعد شراب پر ریاست بہار میں پابندی لگادیں گے۔ انھوں نے اس سلسلے میں اپنا انتخابی وعدہ واقعی پورا کیا۔ ان کے اس فیصلے میں خواتین نے ان کا ساتھ دیا۔ کچھ لوگوں نے نتیش کمار کے اس فیصلہ کو عدالت میں چیلنج کیا مگر انھیں وہاں کامیابی نہیں ملی۔ نتیش کمار کا یہ عزم تھا کہ انھوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ جسے شراب بندی سے زیادہ پریشانی ہے، وہ بہار چھوڑ کر جاسکتا ہے۔ نتیش کمار کے اس فیصلہ سے ریاست بہار پر زبردست مالی خسارے کا اندیشہ ظاہر کیا گیا مگر ان کے پاؤں پھسلے نہیں اور وہ اپنے پختہ ارادے پر جمع رہے۔

دراصل مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ حکومتیں شراب کو ریونیو کا بڑا ذریعہ مان لیتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جو حکومت گاؤں گاؤں میں پانی نہیں پہنچا پاتی ہے، وہ ان ہی گاؤں میں دیسی شراب کی دوکانیں یا اڈہ ضرور کھلوادیتی ہیں۔ شراب بندی کے تعلق سے دراصل ریونیو کا یہی اہم فیکٹر تھا جس کے سبب آندھرا پردیش، ہریانہ، میزورم اور تمل ناڈو جیسی ریاستوں میں شراب پر پابندی عائد ہوئی مگر بعد میں یہ پابندی ہٹالی گئی۔ عیاں رہے کہ جب 1952 میں مجاہد آزادی اور آئین ساز اسمبلی کے رکن چکرورتی راجہ گوپال آچاریہ مدراس اسٹیٹ کے وزیر اعلیٰ بنے تو انھوں نے وہاں مکمل شراب بندی کا اعلان کردیا۔ راجہ جی جیسی شخصیت کو یہ فیصلہ زیب دیتا تھا۔ اس وقت

مدراس اسٹیٹ میں کوسٹل آندھرا اور رائل سیما شامل تھے۔ بعدازاں ریاست آندھرا پردیش بننے کے بعد یہ پابندی ختم ہوگئی۔ پھر 1994 میں تیلگو دیشم پارٹی کے بانی این ٹی راماراؤ نے پابندی لگائی۔ ریونیو کا مسئلہ اس وقت بھی آیا کہ مگر وہ بھی راجہ جی کی مانند اخلاقیات اور اصولوں کے پابند تھے۔ لہٰذا وہ ذرا بھی اپنے فیصلے سے متزلزل نہیں ہوئے۔ مگر 1997 میں این چندرا بابو نائیڈو نے اسے یہ کہہ کر ختم کر دیا کہ یہ پابندی اندرون ریاست اور سرحدوں کے باہر کمیوں یعنی لیکیج کے سبب کامیاب یا قابل عمل نہیں ہے۔ اسی طرح ہریانہ میں جولائی 1996 سے شراب بندی تھی جسے بنسی لال کی وکاس پارٹی نے یکم اپریل 1998 سے اٹھالیا۔ تمل ناڈو میں شراب بندی کا قانون مختلف ادوار میں رہا ہے جسے 2001 میں اٹھالیا گیا۔ میزورم میں شراب بندی 20 فروری 1997 سے نافذ تھی جسے 10 جولائی 2014 کو 17 برس کے بعد ختم کر دیا گیا۔

اس طرح ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جن ریاستوں میں شراب بندی کا قانون اوپر سے تھوپا گیا، وہ کامیاب نہیں ہو پایا اور پھر وہاں ریونیو فیکٹر نے اسے اور بھی مشکل بنا دیا۔ اس لحاظ سے ریاست بہار کا معاملہ بالکل الگ ہے۔ وہاں نشہ بندی میں خواتین نے بڑا ہی اہم کردار ادا کیا۔ امارت شرعیہ پھلواری شریف بھی اس میں محرک رہی۔ خواتین ہوں یا امارت شرعیہ، دونوں کا موقف یہی تھا کہ یہ ایک ایسی سماجی برائی ہے جس سے گھر کا گھر تباہ ہو جاتا ہے۔ مگر یہ بات عجب لگتی ہے کہ ان مختلف ریاستوں میں جہاں شراب بندی کے تجربات ناکام ہوئے اور اسے ختم کرنا پڑا، وہاں شراب بندی کے قانون کے ختم ہوتے وقت وہاں کی خواتین نہ کچھ بولیں اور نہ ہی مسلم تنظیموں نے اس کے خلاف کوئی آواز اٹھائی۔ عیاں رہے کہ اسلام میں شراب ام الخبائث ہے۔

یہ تلخ حقیقت ہے کہ مسلم تنظیموں میں سے کسی نے بھی اسے کبھی اپنی کسی خصوصی مہم میں شامل نہیں کیا اور نہ ہی اس کے لیے باضابطہ کوئی تحریک چلائی۔ البتہ جماعت اسلامی ہند اور جمعیت علماء ہند نے اپنی تنظیمی قرار دادیں اسے وقتاً فوقتاً رکھا۔ مگر ضرورت ہے شراب یا نشہ کے خلاف عوامی طور پر ماحول بنانے کی۔ اس سلسلے میں مسلم تنظیموں کو آگے آنا ہوگا۔ سوال یہ ہے کہ جب امارت شرعیہ پھلواری شریف ریاست بہار میں نتیش کمار کے فیصلے کے پیچھے کھڑے رہنے کا اعلان کر سکتی ہے اور کھڑی رہتی ہے تو دیگر مسلم تنظیمیں بہار اور دیگر ریاستوں میں ایسا کیوں نہیں کر سکتی ہیں؟ یاد آتی ہے چند برس قبل جموں و کشمیر جماعت اسلامی کی مجلس نمائندگان کی یہ قرارداد کہ حکومت جموں و کشمیر کو ریاست گجرات کے وزیراعلیٰ نریندر مودی سے اس معاملے میں سبق سیکھنا چاہیے جنھوں نے اس ام الخبائث پر پابندی لگا رکھی ہے۔ دراصل دیگر مسلم تنظیموں کو بھی اسی طرح اس ضمن میں آگے بڑھنا چاہیے۔